بچوں کے لیے لکھی گئی غالبؔ کی ایک شاہ کار مثنوی

قادر نامہ

ازقلم: مرزا غالبؔ

مرتب: ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی

------پبلشر------

رحمانی پبلکیشنز

1032انصار روڈ، ڈاکٹر سراج احمد کے دواخانے کے سامنے، اسلامپورہ،
مالیگاؤں، مہاراشٹر Mob : 9890801886 / 9270704505

(C) جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب	:	قادر نامہ
ازقلم	:	مرزا اسداللہ خان غالبؔ
مرتب	:	ڈاکٹر محمد حسین مشاہدؔ رضوی
سالِ اشاعت	:	2015ء
تعداد	:	سات سو
صفحات	:	32
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	شاہد اختر، حرا کمپیوٹرس، مالیگاؤں
طباعت	:	شارپ آفسیٹ پریس، مالیگاؤں
قیمت	:	

----- Publisher-----

Rahmani Publication

1032,Islampura,Malegaon-423203(Dist-Nasik)
Mob : 9890801886 / 9270704505

(C) All rights reserved with Publisher

انتساب

میرے گلشن حیات کے دو پھول
مصفّا میمونہ، مزکا تسنیم

اور

دنیا کے اُن تمام بچوں کے نام
جو اُردو پڑھنا لکھنا جانتے ہیں۔

مُشاہدؔ

عرضِ ناشر

مرزا غالبؔ کا نام اردو کے بہت بڑے غزل گو شاعر کی حیثیت سے مشہور ومعروف ہے۔ لیکن یہ ہم بچوں کے لیے بڑی خوشی کی بات ہے کہ انھوں نے ادبِ اطفال کے میدان میں بھی ایک خوب صورت نقش چھوڑا ہے۔ غالبؔ کے سات بچّے تھے لیکن کوئی بھی پندرہ ماہ سے زیادہ زندہ نہ رہا غالبؔ لاولد ہی مرے۔ انھوں نے اپنے بھانجے زین العابدین خاں عارفؔ کو گود لے لیا تھا جو ان کی بیوی کے بھانجے تھے۔ لیکن پینتیس سال کی عمر میں عارف بھی وفات پا گئے انھیں عارفؔ کے چھوٹے چھوٹے یتیم بچّوں کے ذخیرۂ الفاظ کو بڑھانے کے لیے انھوں نے ایک بہترین مثنوی ''قادر نامہ'' کے نام سے لکھی۔ دراصل یہ مثنوی ایک طرح کی لغت نامہ ہے جس کے ہر شعر میں غالبؔ نے عام استعمال کے فارسی اور عربی الفاظ کے ہندی یا اردو مترادف بیان کیے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ہو سکے، مثنوی کا بیانیہ کافی دلچسپ بھی ہے اور من موہک بھی۔ غالبؔ نے اس کو جس روانی اور سلاست سے تحریر کیا ہے۔ طلبہ اس کو یاد کرنے میں مشکل محسوس نہیں کریں گے۔ ''قادر نامہ'' پڑھنے کے بعد فارسی سیکھنے کی بنیادی کتاب ''آمد نامہ'' پڑھنے اور سمجھنے کے لیے کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔

الحمدللہ! رحمانی پبلی کیشنز کو ادبِ اطفال کے میدان میں مختلف کتابوں کی اشاعت کا اعزاز حاصل ہے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اردو کے عظیم شاعر مرزا اسد اللہ خان غالبؔ کی لکھی ہوئی بچوں کے لیے اس معلومات افزا مثنوی کو بہتر انداز میں شائع کرنے کا موقع ہمیں بھی مل رہا ہے۔ اس مثنوی کے ذریعے یقیناً ہمارے طلبہ کے ساتھ ساتھ اساتذہ کو بھی اردو اور فارسی کے کافی الفاظ سیکھنے کو ملیں گے۔ ساتھ ہی ہمیں مرزا غالبؔ جیسے مشکل پسند شاعر کا آسان طرزِ تحریر بھی لطف اندوز کرے گا۔ ہم ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی کے ممنون ہیں کہ انھوں نے ''قادر نامہ'' کے کئی نسخوں کو سامنے رکھ کر پیشِ نظر کتاب کو ترتیب دیا اور مثنوی کا مختصر مگر جامع تعارف بھی قلم بند کیا۔

ناشر

مثنوی قادر نامہ کا تعارف

پیارے بچّو! مرزا غالبؔ کے بارے میں ہم یہی جانتے ہیں کہ وہ اردو کے بہت بڑے اور عظیم شاعر تھے۔ جنھوں نے غزلیہ شاعری میں اپنا وہ مقام بنایا کہ کوئی دوسرا اُن کا ہم پلّہ دکھائی نہیں دیتا۔ لیکن اِس بات سے بہت کم لوگوں واقف ہیں کہ غالبؔ بچّوں کے بھی بہت بڑے شاعر تھے۔ انھوں نے بچّوں کی تعلیم و تربیت اور زبان سکھانے کے لیے صرف ایک کتاب ’’قادر نامہ‘‘ کے نام سے لکھی۔ ’’قادر نامہ‘‘ اپنے موضوع، اسلوب اور پیش کش کے لحاظ سے بڑی اہمیت کی حامل ہے اور ادبِ اطفال میں ایک شاہ کار اور تاریخی مثنوی تصور کی جاتی ہے۔

غالبؔ کے سات بچے تھے لیکن افسوس! ان میں سے کوئی بھی پندرہ ماہ سے زائد تک نہ جیا اور غالبؔ لاولد ہی مرے۔ اپنی اسی تنہائی اور بعض دیگر وجوہات کی بنا پر غالبؔ نے اپنے بھانجے زین العابدین خاں عارفؔ کو گود لے لیا تھا جو ان کی بیوی کے بھانجے تھے۔ عارفؔ خوش ذوق شاعر تھے اور انہوں نے غالبؔ کی شاگردی بھی اختیار کر لی تھی لیکن وائے رے قسمت! کہ عین شباب کے عالم، پینتیس سال کی عمر میں، عارف بھی وفات پا گئے، اور عارف کی جواں مرگی پر غالبؔ نے ایک رثائی غزل لکھی جو ان کے دیوان میں موجود ہے۔

ہاں اے فلکِ پیر، جواں تھا ابھی عارفؔ
کیا تیرا بگڑتا، جو نہ مرتا کوئی دن اور

انہی عارفؔ کے چھوٹے چھوٹے یتیم بچّوں کے لیے غالبؔ نے مثنوی ’’قادر نامہ‘‘ لکھی تھی۔ دراصل یہ مثنوی ایک طرح کی لغت نامہ ہے جس کے ہر شعر میں غالبؔ نے

عام استعمال کے فارسی اور عربی الفاظ کے ہندی یا اردو مترادف بیان کیے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ہو سکے۔ مثنوی کا بیانیہ کافی دلچسپ بھی ہے اور من موہک بھی۔ غالبؔ نے اس کو جس روانی اور سلاست سے تحریر کیا ہے۔ طلبہ اس کو یاد کرنے میں مشکل محسوس نہیں کریں گے۔ ’’قادر نامہ‘‘ پڑھنے کے بعد فارسی سیکھنے کی بنیادی کتاب ’’آمد نامہ‘‘ پڑھنے اور سمجھنے کے لیے کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی، اس کا اعتراف و اظہار خود غالبؔ نے یوں کیا ہے۔

جس نے ’’قادر نامہ‘‘ سارا پڑھ لیا
اُس کو ’’آمد نامہ‘‘ کچھ مشکل نہیں

غالبؔ سے قبل بچوں کو اردو پڑھانے کے لیے جو بھی کتابیں لکھی جا رہی تھیں اُن میں زیادہ تر لغت پر مشتمل ہوتی تھیں۔ مثلاً خالق باری، رازقِ باری اور ایزدِ باری وغیرہ۔ اِن کتابوں میں عربی یا فارسی الفاظ کے اردو معانی و مطالب شعری انداز میں لکھے گئے ہیں۔ غالبؔ نے بھی اپنے بھانجے عارفؔ کے بچوں کی تعلیم و تربیت اور ان کو اردو سکھانے کے لیے ایسی ہی ایک شاہ کار مثنوی لکھی۔ لیکن غالبؔ کا اسلوب اور انداز اپنے آپ میں نہایت منفرد اور اچھوتا ہے۔ ساتھ ہی موضوع اور خیال میں بھی انفرادیت موجود ہے۔ وہ سیدھے سادے انداز میں کسی لفظ کے معنی نہیں بتاتے بلکہ شعریت کا حُسن بھی پیدا کرتے ہیں۔ تاکہ شعر کی غنائیت اور نغمگی مفقود نہ ہو۔ اور شعر میں نثریت نہ در آئے۔ اس لحاظ سے غالبؔ کا یہ سبق محض سبق نہیں بلکہ ایک شاہ کار ادبی جواہر پارہ بن جاتا ہے۔ مثلاً:

’’ہفت‘‘ ’’سات‘‘ اور ’’ہشت‘‘ ’’آٹھ‘‘ اور ’’بست‘‘ ’’بیس‘‘
’’سی‘‘ اگر کہیے تو ہندی اس کی ’’تیس‘‘
ہے ’’چہل‘‘ ’’چالیس‘‘ اور ’’پنجہ‘‘ ’’پچاس‘‘
’’ناامیدی‘‘ ’’یاس‘‘ اور ’’اُمّید‘‘ ’’آس‘‘

مثنوی کا آغاز اللہ و رسول، صحابہ، امام بندگی، روزہ، نماز، مصلیٰ، کعبہ، بیت الحرام، طواف اور اعتکاف جیسے خالص تقدس مآب الفاظ کے ذکر سے ہوتا ہے۔ تعلیم وتربیت کا یہ انداز غالبؔ کی مذہب پسند روشن فکر کا آئینہ دار ہے۔ بچوں کی تربیت کا یہ اسلوب ہر اعتبار سے لائق ستائش ہے۔

"قادر" اور "اللہ" اور "یزداں"، "خدا"
ہے "نبی" "مُرسل" "پیمبر" "رہنما"
پیشوائے دیں کو کہتے ہیں "امام"
وہ "رسول اللہ" کا قائم مقام
ہے "صحابی" "دوست"، "خالص" "ناب" ہے
جمع اس کی یاد رکھ "اصحاب" ہے
"بندگی" کا ہاں "عبادت" نام ہے
"نیک بختی" کا "سعادت" نام ہے
"کھولنا" "افطار" ہے اور "روزہ" "صوم"
"لیل" یعنی "رات"، "دن" اور "روز" "یوم"
ہے "صلوٰۃ" اے مہرباں اسمِ "نماز"
جس کے پڑھنے سے ہو راضی بے نیاز

غالبؔ جیسے مشکل پسند شاعر نے اس مثنوی میں بلا کی سیدھی سادی زبان استعمال کی ہے۔ بچوں کی تربیت کے لیے ضروری ہے کہ انھیں آسان ترین زبان میں سمجھایا جائے۔ غالبؔ نے اس امر کا بھرپور لحاظ رکھا۔ سہل پیرایۂ اظہار کے ساتھ انھوں نے مثنوی کے شعروں میں ترنم اور نغمگی کی رعایت بھی رکھی تا کہ طلبہ مثنوی کے اشعار کو بآسانی پڑھتے ہوئے ازبر کرسکیں بہ طورِ مثال چند شعر۔

"دیکھنا" "دیدن"، "رمیدن" "بھاگنا"
جان لو، "بیدار" "بودن" "جاگنا"
نام "گُل" کا "پھول"، "شبنم" "اوس" ہے
جس کو "نقارہ" کہیں وہ "کوس" ہے
"دشت" "صحرا" اور "جنگل" ایک ہے
پھر "سہ شنبہ" اور "منگل" ایک ہے

"قادرنامہ" کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ غالبؔ کسی لفظ کے معنی بتانے کے ساتھ ساتھ اس کے مفہوم کی وضاحت بھی کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور جہاں ضرورت پڑتی ہے وہاں عمل کی ترغیب بھی دیتے ہیں۔

خوش رہو، "ہنسنے" کو "خندیدن" کہو
گر ڈرو، "ڈرنے" کو "ترسیدن" کہو

غالبؔ "خندیدن" کے معنی بتانے سے قبل ہی بچوں کو خوش رہنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ اس طرح "خندیدن" کا معنی بڑی آسانی سے بچوں کو سمجھ میں آجاتا ہے۔ اسی طرح مصرعِ ثانی میں لفظ "گر" کا استعمال کر کے غالبؔ نے بڑا کمال کیا ہے۔ ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ "ڈرنا" کوئی اچھی بات نہیں۔ اگر اتفاق سے ڈر بھی جاؤ تو اُسے "ترسیدن" کہو۔ اب بعد کے شعر میں غالبؔ بچوں کی نفسیات کے ماہر دکھائی دیتے ہیں "گر" کا استعمال کر کے انھوں نے بچّوں کی جس کمزوری کو بیان کیا ہے اب اُسے دور کرنا اپنا فرض تصور کرتے ہوئے شعر کہتے ہیں۔

ہے "ہراسیدن" بھی "ڈرنا"، کیوں ڈرو؟
اور "جنگیدن" ہے "لڑنا"، کیوں لڑو؟

"گر" کے مقابلے میں "کیوں" کا استعمال کر کے غالبؔ نے بچّوں کے ذہن سے ڈر اور خوف دور کرنے کا بڑا بہترین طریقہ اپنایا ہے۔ اور "جنگیدن" ہے "لڑنا"، کیوں لڑو؟

کہہ کر غالبؔ نے لڑائی سے گریز کرنے کی تلقین کی ہے۔

غالبؔ نہایت مخلص اور کشادہ دل انسان تھے۔ ہر ایک سے بڑی خندہ پیشانی سے ملتے۔ وہ تعلیم و تربیت کے اصولوں سے بھی کماحقہٗ واقف تھے۔ وہ جانتے تھے کہ تدریس کے دوران بے جا سختی اور مار پیٹ بچّوں کے لیے سمِ قاتل ہے۔ لٰہذا انھوں نے بچّوں کو پڑھانے کے لیے مسرت بخش، پُرلطف اور محبت و شفقت بھرا انداز اختیار کیا۔ غالبؔ کے اِس رویّے کا اندازہ ذیل کے اشعار سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے۔

ہے ''صلوٰۃ'' اے مہرباں اسمِ ''نماز''
جس کے پڑھنے سے ہو راضی بے نیاز
''انگبیں'' ''شہد'' اور ''عسل'' یہ اے عزیز
نام کو ہیں تین ، پر ہے ایک چیز
''زیستن'' کو جانِ من ''جینا'' کہو
اور ''نوشیدن'' کو تم ''پینا'' کہو

ان اشعار میں غالبؔ نے بچّوں کو ''اے مہرباں''۔ ''اے عزیز'' اور ''جانِ من'' کہہ کر خطاب کیا ہے جس سے غالبؔ کی بے پناہ شفقت و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور یہی ایک اچھے استاذ کا فرض ہے کہ وہ اپنے طلبہ کو جہاں تک ہوسکے پیار و محبت سے پڑھائے۔ کہ بے جا سختی نقصان دہ چیز ہے۔

''قادر نامہ'' کی ایک انفرادیت ایسی بھی ہے جو اُس زمانے میں یا غالبؔ سے قبل لکھی گئی بچوں کی کتابوں میں نہیں ملتی۔ غالبؔ ایک ماہرِ تعلیم کی طرح بچوں کی نفسیات سے بہ خوبی واقف تھے۔ وہ جانتے تھے کہ بچے مسلسل ایک جیسی چیز پڑھتے پڑھتے اکتا جاتے ہیں۔ بچوں کو ہر لمحہ نئی نئی چیزوں کی تلاش اور جستجو رہتی ہے۔ آج دورِ جدید میں تدریس کے دوران مسرت بخش اور طفل مرکوز طریقۂ تعلیم کا استعمال کرتے

ہوئے تفریح کے نئے نئے طریقے اپنائے جارہے ہیں۔ جن میں کھیل کود، ورزش، مصوری، فلم، ڈرامے، سیریئل وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ غالبؔ ان طریقوں کو استعمال تو نہ کرسکے لیکن بچوں کی تھکن دور کرنے کے لیے انھوں نے ایک دوسری روش اختیار کی۔ وہ مثنوی پڑھتے پڑھتے ذائقہ بدلنے کے لیے غزل سرائی کرنے لگتے ہیں۔

کس کو کہتے ہیں غزل؟ ارشاد ہو
ہاں! غزل پڑھیے سبق گر یاد ہو

بہ قول ڈاکٹر محمود الرحمٰن: ''بچوں کے لیے غزل؟ غالبؔ کا یہ طریقہ تو بڑا مخربِ اخلاق دکھائی دیتا ہے، لیکن جدت پسند غالبؔ نے غزل کی پامالی پر بھی غلبہ پالیا اور آج سے سوا سو سال پہلے اسے ظرافت کے رنگ میں رنگ کر بچوں کے لائق بناڈالا۔ ان کی یہ غزلیں محض تُک بندی کا نمونہ نہیں بلکہ ان میں غالبؔ کی شوخی اور ندرتِ بیان نمایاں ہے۔''

قادر نامہ کے مزید چند شعر دیکھیں تاکہ بادی النظر میں یہ بات سمجھ میں آجائے کہ مثنوی کا اسلوب اور رنگ و آہنگ کیسا ہے۔ یقیناً غالبؔ کی یہ مثنوی نہ صرف بچوں بلکہ بڑوں کے لیے بھی معلومات افزا اور مفید ہے۔

''سقف'' ''چھت'' ہے، ''سنگ'' ''پتھّر''، ''اینٹ'' ''خشت''
جو ''بُرا'' ہے اس کو ہم کہتے ہیں ''زشت''
فارسی ''آئینہ'' ، ہندی ''آرسی''
اور ہے ''کنگھے'' کی ''شانہ'' فارسی
''سینہ'' ''چھاتی''، ''دست'' ''ہاتھ'' اور ''پاے'' ''پاؤں''
''شاخ'' ''ٹہنی'' ، ''برگ'' ''پتّا'' ، ''سایہ'' ''چھاؤں''
''ماہ'' ''چاند'' ، ''اختر'' ہیں ''تارے'' ، ''رات'' ''شب''
''دانت'' ''دنداں'' ، ''ہونٹ'' کو کہتے ہیں ''لب''

اس مثنوی کے محاسن تو اہلِ نظر ہی دیکھیں گے ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ اولاد کی طرف سے انتہائی بدقسمت غالبؔ، اپنے لے پالک کے یتیم بچوں کو تعلیم دے رہے ہیں تو اس میں کیا کیا محبت اور کیسی کیسی شفقت شامل نہیں ہوگی اور غالبؔ کا دل کس طرح کے جذبات سے لبریز ہوگا جب انہوں نے یہ مثنوی کہی ہوگی۔ جس کی ہلکی سی جھلک ”مثنوی قادرنامہ“ کے درج بالا مختصر تجزیے میں راقم نے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

رام پور کے شاہی کتب خانے میں اس مثنوی کا ایک مطبوعہ نسخہ موجود ہے جو ۱۸۶۴ء میں یعنی غالب کے انتقال سے پانچ سال قبل مجلس پریس دہلی میں شائع ہوا تھا۔ علاوہ ازیں اس مثنوی کو غلام رسول مہرؔ نے اپنے مرتب کردہ ”دیوانِ غالبؔ“ میں تیسرے ضمیمے کے طور پر شامل کیا ہے، لیکن دیوانِ غالبؔ کی مشہور و معروف شرح ”نوائے سروش“ میں اسے شامل نہیں کیا، نہ جانے کیوں؟ ہم یہ مثنوی اسی مذکورہ دیوان سے اخذ کر کے پیش کر رہے ہیں۔ واضح ہو کہ پہلی بار یہ مثنوی ۱۸۵۶ء میں غالب کی حیات ہی میں شائع ہوئی تھی۔ علاوہ ازیں جیلانی پبلی کیشنز، نئی دہلی سے ۱۹۹۷ء میں ڈاکٹر محمود الرحمٰن کی مرتبہ قادرنامہ اشاعت پذیر ہوئی۔ لیکن نہ جانے کیوں اس میں ڈاکٹر صاحب نے بہت سارے اشعار کم کر دیئے۔ جیلانی پبلی کیشنز کی شائع کردہ قادر نامہ میں کل ۱۹۳/ اشعار ہیں۔ جب کہ غلام رسول مہرؔ کے مرتبہ دیوانِ غالبؔ اور رام پور کے شاہی کتب خانے میں موجود مثنوی قادرنامہ میں کل ۱۳۹/ اشعار ہیں۔ غالبؔ کی یہ مثنوی اُن کی بے پناہ ذہنی صلاحیت، قوتِ فکر، جذبہ تخیل اور جدت پسندی کی آئینہ دار ہے۔ غالبؔ کی قادرنامہ ادبِ اطفال کے لیے ایک نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ بچوں کے لیے لکھی گئی یہ مثنوی بڑوں کے لیے بھی بڑے کام کی چیز۔ یقین نہ آئے تو پڑھ کے دیکھیے اور سر دُھنیے:

(ڈاکٹر) محمد حسین مُشاہدؔ رضوی
902176174091+/+91 9420230235

مثنوی قادرنامہ

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

”قادر“ اور ”اللہ“ اور ”یزداں“ ”خدا“
ہے ”نبی“ ”مُرسل“ ”پیمبر“ ”رہنما“

پیشوائے دیں کو کہتے ہیں ”امام“
وہ ”رسول اللہ“ کا قائم مقام

ہے ”صحابیؔ“ ”دوست“ ، ”خالص“ ”ناب“ ہے
جمع اس کی یاد رکھ ”اصحاب“ ہے

”بندگی“ کا ہاں ”عبادت“ نام ہے
”نیک بختی“ کا ”سعادت“ نام ہے

”کھولنا“ ”افطار“ ہے اور ”روزہ“ ”صوم“
”لیل“ یعنی ”رات“ ، ”دن“ اور” روز“ ”یوم“

ہے ”صلوٰۃ“ اے مہرباں اسمِ ”نماز“
جس کے پڑھنے سے ہو راضی بے نیاز

”جا نماز“ اور پھر ”مصلّا“ ہے وہی
اور ”سجّادہ“ بھی گویا ہے وہی

”اسم“ وہ ہے جس کو تم کہتے ہو ”نام“
”کعبہ“ ”مکّہ“ وہ جو ہے ”بیت الحرام“

”گرد پھرنے“ کو کہیں گے ہم ”طواف“
”بیٹھ رہنا گوشے“ میں ہے ”اعتکاف“

پھر ”فلک“ ”چرخ“ اور ”گردوں“ اور ”سپہر“
”آسماں“ کے نام ہیں اے رشکِ مہر

”مہر“ ”سورج“ ، ”چاند“ کو کہتے ہیں ”ماہ“
ہے ”محبت“ ”مِہر“ ، ”لازم“ ہے ”نباہ“

”غرب“ ”پچھّم“ اور ”پورب“ ”شرق“ ہے
”ابر“ ”بدلی“ اور ”بجلی“ ”برق“ ہے

”آگ“ کا ”آتش“ اور ”آذر“ نام ہے
اور ”انگارے“ کا ”اخگر“ نام ہے

”تیغ“ کی ہندی اگر ”تلوار“ ہے
فارسی ”پگڑی“ کی بھی ”دستار“ ہے

”نیولا“ ”راسُو“ ہے اور ”طاؤس“ ”مور“
”کبک“ کو ہندی میں کہتے ہیں ”چکور“

”خُم“ ہے ”مٹکا“ اور ”ٹھلیا“ ہے ”سبو“
”آب“ ”پانی“ ، ”بحر“ ”دریا“ ، ”نہر“ ”جُو“

”چاہ“ کو ہندی میں کہتے ہیں ”کنواں“
”دُود“ کو ہندی میں کہتے ہیں ”دھواں“

’’دودھ‘‘ جو پینے کا ہے وہ ’’شیر‘‘ ہے
’’طفل‘‘ ’’لڑکا‘‘ اور ’’بوڑھا‘‘ ’’پیر‘‘ ہے

’’سینہ‘‘ ’’چھاتی‘‘ ، ’’دست‘‘ ’’ہاتھ‘‘ اور ’’پاے‘‘ ’’پاؤں‘‘
’’شاخ‘‘ ’’ٹہنی‘‘ ، ’’برگ‘‘ ’’پتّا‘‘ ، ’’سایہ‘‘ ’’چھاؤں‘‘

’’ماہ‘‘ ’’چاند‘‘ ، ’’اختر‘‘ ہیں ’’تارے‘‘ ، ’’رات‘‘ ’’شب‘‘
’’دانت‘‘ ’’دنداں‘‘ ، ’’ہونٹ‘‘ کو کہتے ہیں ’’لب‘‘

’’استخواں‘‘ ’’ہڈّی‘‘ ہے اور ہے ’’پوست‘‘ ’’کھال‘‘
’’سگ‘‘ ہے ’’کتّا‘‘ اور ’’گیدڑ‘‘ ہے ’’شغال‘‘

’’تِل‘‘ کو ’’کنجد‘‘ اور ’’رُخ‘‘ کو ’’گال‘‘ کہہ
گال پر جو ’’تِل‘‘ ہو اس کو ’’خال‘‘ کہہ

’’کیکڑا‘‘ ’’سرطان‘‘ ہے ، ’’کچھوا‘‘ ’’سنگ پشت‘‘
’’ساق‘‘ ’’پنڈلی‘‘ ، فارسی ’’مٹھی‘‘ کی ’’مشت‘‘

ہے ’’شکم‘‘ ’’پیٹ‘‘ اور ’’بغل‘‘ ’’آغوش‘‘ ہے
’’کہنی‘‘ ’’آرنج‘‘ اور ’’کندھا‘‘ ’’دوش‘‘ ہے

ہندی میں ’’عقرب‘‘ کا ’’بچھّو‘‘ نام ہے
فارسی میں ’’بھوں‘‘ کا ’’ابرو‘‘ نام ہے

ہے وہی ’’کژدُم‘‘ جسے ’’عقرب‘‘ کہیں
’’نیش‘‘ ہے وہ ’’ڈنک‘‘ جس کو سب کہیں

ہے ’’لڑائی‘‘ ، ’’حرب‘‘ اور ’’جنگ‘‘ ایک چیز
’’کعب‘‘ ، ’’ٹخنہ‘‘ اور ’’شتالنگ‘‘ ایک چیز

’’ناک‘‘ ’’بینی‘‘ ، ’’پرّہ‘‘ ’’نتھنا‘‘ ، ’’گوش‘‘ ’’کان‘‘
کان کی ’’لو‘‘ ’’نرمہ‘‘ ہے ، اے مہربان

’’چشم‘‘ ہے ’’آنکھ‘‘ اور ’’مژگاں‘‘ ہے ’’پلک‘‘
آنکھ کی ’’پتلی‘‘ کو کہیے ’’مُردَمک‘‘

منہ پر گر ’’جھُری‘‘ پڑے ’’آژنگ‘‘ جان
فارسی ’’چھینکے‘‘ کی تو ’’آونگ‘‘ جان

’’مسّا‘‘ ’’آژخ‘‘ اور ’’چھالہ‘‘ ، ’’آبلہ‘‘
اور ہے ’’دائی‘‘ ’’جنائی‘‘ ’’قابلہ‘‘

''اونٹ'' ''اُشتر'' اور ''اُشغر'' ''سیّہ'' ہے
''گوشت'' ہے ''لحم'' اور ''چربی'' ''پیّہ'' ہے

ہے ''زنخ'' ''ٹھوڑی'' ، ''گلا'' ہے ''خنجرہ''
''سانپ'' ہے ''مار'' اور ''جھینگر'' ''زنجرہ''

ہے ''زنخ'' ''ٹھوڑی'' ، ''ذقن'' بھی ہے وہی
''خاد'' ہے ''چیل'' اور ''زغن'' بھی ہے وہی

پھر ''غلیواز'' اس کو کہیے جو ہے ''چیل''
''چیونٹی'' ہے ''مور'' اور ''ہاتھی'' ہے ''پیل''

''لومڑی'' ''روباہ'' اور ''آہو'' ''ہرن''
''شمس'' ''سورج'' اور ''شعاع'' اس کی ''کرن''

''اسپ'' جب ہندی میں ''گھوڑا'' نام پائے
''تازیانہ'' کیوں نہ ''کوڑا'' نام پائے

''گربہ'' ''بلّی'' ، ''موش'' ''چوہا'' ، ''دام'' ''جال''
''رشتہ'' ''تاگا'' ، ''جامہ'' ''کپڑا'' ، ''قحط'' ''کال''

''خر'' ''گدھا'' اور اس کو کہتے ہیں ''اُلاغ''
''دیگداں'' ''چولھا'' جسے کہیے ''اُجاغ''

ہندی ''چڑیا'' ، فارسی ''کنجشک'' ہے
''مینگنی'' جس کو کہیں وہ ''پشک'' ہے

''تابہ'' ہے بھائی ''توے'' کی فارسی
اور ''تیہو'' ہے ''لوے'' کی فارسی

نام ''مکڑی'' کا ''کلاش'' اور ''عنکبوت''
کہتے ہیں ''مچھلی'' کو ''ماہی'' اور ''حوت''

''پشّہ'' ''مچھر'' ، اور ''مکّھی'' ہے ''مگس''
''آشیانہ'' ''گھونسلا'' ، ''پنجرہ'' ''قفس''

''بھیڑیا'' ''گرگ'' اور ''بکری'' ''گوسپند''
''میش'' کا ہے نام ''بھیڑ'' اے خود پسند

نام ''گل'' کا ''پھول'' ، ''شبنم'' ''اوس'' ہے
جس کو ''نقارہ'' کہیں وہ ''کوس'' ہے

''خار'' ''کانٹا'' ، ''داغ'' ''دھبّا'' ، ''نغمہ'' ''راگ''
''سیم'' ''چاندی'' ، ''مس'' ہے ''تانبا'' ، ''بخت'' ''بھاگ''

''سقف'' ''چھت'' ہے ، ''سنگ'' ''پتھّر'' ، ''اینٹ'' ''خشت''
جو ''بُرا'' ہے اس کو ہم کہتے ہیں ''زشت''

''زر'' ہے ''سونا'' اور ''زرگر'' ہے ''سنار''
''موز'' ''کیلا'' اور ''ککڑی'' ہے ''خیار''

''ریش'' ''داڑھی'' ، ''مونچھ'' ''سلبت'' اور ''بُروت''
''احمق'' اور ''نادان'' کو کہتے ہیں ''اُوت''

''زندگانی'' ہے ''حیات'' اور ''مرگ'' ''موت''
''شوے'' ''خاوند'' اور ہے ''انباغ'' ''سَوت''

''جملہ'' ''سب'' ، اور ''نصف'' ''آدھا'' ، ''ربع'' ''پاؤ''
''صرصر'' ''آندھی'' ، ''سیل'' ''نالا'' ، ''باد'' ''باؤ''

ہے ''جراحت'' اور ''زخم'' اور ''گھاؤ'' ''ریش''
''بھینس'' کو کہتے ہیں بھائی ''گاؤمیش''

''ہفت'' ''سات'' اور ''ہشت'' ''آٹھ'' اور ''بست'' ''بیس''
''سی'' اگر کہیے تو ہندی اس کی ''تیس''

ہے ''چہل'' ''چالیس'' اور ''پنجہ'' ''پچاس''
''ناامیدی'' ''یاس'' ، اور ''اُمّید'' ''آس''

''دوش'' ''کل کی رات'' اور ''امروز'' ''آج''
''آرد'' ''آٹا'' اور ''غلّہ'' ہے ''اناج''

چاہیے ہے ''ماں'' کو ''مادر'' جاننا
اور ''بھائی'' کو ''برادر'' جاننا

''پھاوَڑا'' ''بیل'' اور ''درانتی'' ''واس'' ہے
فارسی ''کاہ'' اور ہندی ''گھاس'' ہے

سبز ہو جب تک اسے کہیے ''گیاہ''
خشک ہو جاتی ہے جب ، کہتے ہیں ''کاہ''

''چکسہ'' ''پڑیا'' ، ''کیسہ'' کا ''تھیلی'' ہے نام
فارسی میں ''دھپّے'' کا ''سیلی'' ہے نام

’’اغلگندو‘‘ ’’جھنجھنا‘‘ ، ’’نیرو‘‘ ہے ’’زور‘‘
’’بادفر‘‘ ، ’’پھرکی‘‘ اور ہے ’’دُزد‘‘ ’’چور‘‘

’’انگبیں‘‘ ’’شہد‘‘ اور ’’عسل‘‘ ، یہ اے عزیز
نام کو ہیں تین ، پر ہے ایک چیز

’’آبجُل‘‘ اور ’’آروغ‘‘ کی ہندی ’’ڈکار‘‘
’’مَے‘‘ ’’شراب‘‘ اور ’’پینے والا‘‘ ’’مَے گسار‘‘

’’روئی‘‘ کو کہتے ہیں ’’پنبہ‘‘ سُن رکھو
’’آم‘‘ کو کہتے ہیں ’’انبہ‘‘ سُن رکھو

’’خانہ‘‘ ’’گھر‘‘ ہے اور ’’کوٹھا‘‘ ’’بام‘‘ ہے
’’قلعہ‘‘ ’’دژ‘‘ ، ’’کھائی‘‘ کا ’’خندق‘‘ نام ہے

گر ’’دریچہ‘‘ فارسی ’’کھڑکی‘‘ کی ہے
’’سرزنش‘‘ بھی فارسی ’’جھڑکی‘‘ کی ہے

ہے ’’بنولا‘‘ ’’پنبہ‘‘ ’’دانہ‘‘ لاکلام
اور ’’تربُز‘‘ ’’ہندوانہ‘‘ لاکلام

ہے ’’کہانی‘‘ کی ’’فسانہ‘‘ فارسی
اور ’’شعلہ‘‘ کی ’’زبانہ‘‘ فارسی

’’نعل در آتش‘‘ اسی کا نام ہے
جو کہ ’’بے چین‘‘ اور ’’بے آرام‘‘ ہے

’’پست‘‘ اور ’’ستّو‘‘ کو کہتے ہیں ’’سَویق‘‘
’’ژرف‘‘ اور ’’گہرے‘‘ کو کہتے ہیں ’’عمیق‘‘

’’تار‘‘ ’’تانا‘‘ ، ’’پود‘‘ ’’بانا‘‘ یاد رکھ
’’آزمودن‘‘ ’’آزمانا‘‘ یاد رکھ

’’بوسہ‘‘ ’’مچھّی‘‘ ، ’’چاہنا‘‘ ہے ’’خواستن‘‘
’’کم‘‘ ہے ’’اندک‘‘ اور ’’گھٹنا‘‘ ’’کاستن‘‘

خوش رہو! ’’ہنسنے‘‘ کو ’’خندیدن‘‘ کہو
گر ڈرو! ’’ڈرنے‘‘ کو ’’ترسیدن‘‘ کہو

ہے ’’ہراسیدن‘‘ بھی ’’ڈرنا‘‘ ، کیوں ڈرو؟
اور ’’جنگیدن‘‘ ہے ’’لڑنا‘‘ ، کیوں لڑو؟

ہے ''گزرنے'' کی ''گزشتن'' فارسی
اور ''پھرنے'' کی ہے ''گشتن'' فارسی

وہ ''سرودن'' ہے جسے ''گانا'' کہیں
ہے وہ ''آوردن'' جسے 'لانا'' کہیں

''زیستن'' کو جانِ من ''جینا'' کہو
اور ''نوشیدن'' کو تم ''پینا'' کہو

''دوڑنے'' کی فارسی ہے ''تاختن''
''کھیلنے'' کی فارسی ہے ''باختن''

''دوختن'' ''سینا'' ، ''دریدن'' ''پھاڑنا''
''کاشتن'' ''بونا'' ہے ، ''رُفتن'' ''جھاڑنا''

''کاشتن'' ''بونا'' ہے اور ''کشتن'' بھی ہے
''کاتنے'' کی فارسی ''رِشتن'' بھی ہے

ہے ''ٹپکنے'' کی ''چکیدن'' فارسی
اور ''سننے'' کی ''شنیدن'' فارسی

''کودنا'' ''جستن'' ، ''بریدن'' ''کاٹنا''
اور ''لیسیدن'' کی ہندی ''چاٹنا''

''سوختن'' ''جلنا'' ، ''چمکنا'' ''تافتن''
''ڈھونڈنا'' ''جستن'' ہے ، ''پانا'' ''یافتن''

''دیکھنا'' ''دیدن'' ، ''رمیدن'' ''بھاگنا''
جان لو ، ''بیدار'' ''بودن'' ''جاگنا''

''آمدن'' ''آنا'' ، ''بنانا'' ''ساختن''
''ڈالنے'' کی فارسی ''انداختن''

''باندھنا'' ''بستن'' ، ''کشادن'' ''کھولنا''
''داشتن'' ''رکھنا'' ہے ، ''سُختن'' ''تولنا''

''تولنے'' کو اور جو ''سنجیدن'' کہو
پھر ''خفا'' ہونے کو ''رنجیدن'' کہو

فارسی ''سونے'' کی ''خفتن'' جانیے
''منہ سے کچھ کہنے'' کو ''گفتن'' جانیے

’’کھینچنے‘‘ کی ہے ’’کشیدن‘‘ فارسی
اور ’’اُگنے‘‘ کی ’’دمیدن‘‘ فارسی

’’اونگھنا‘‘ پوچھو ، ’’غنودن‘‘ جان لو
’’مانجھنا‘‘ چاہو ، ’’زدودن‘‘ جان لو

ہے ’’قلم‘‘ کا فارسی میں ’’خامہ‘‘ نام
ہے ’’غزل‘‘ کا فارسی میں ’’چامہ‘‘ نام

کس کو کہتے ہیں غزل؟ ارشاد ہو
ہاں غزل پڑھیے ، سبق گر یاد ہو

غزل

صبح سے دیکھیں گے رستہ یار کا
جمعہ کے دن وعدہ ہے دیدار کا

وہ چُراوے باغ میں میوہ ، جسے
پھاند جانا یاد ہو دیوار کا

پُل ہی پر سے پھیر لائے ہم کو لوگ
ورنہ تھا اپنا ارادہ پار کا

شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے بھیڑ
آج عالم اور ہے بازار کا

لال ڈِگی پر کرے گا جا کے کیا؟
پُل پہ چل ، ہے آج دن اتوار کا

گر نہ ڈر جاؤ تو دکھلائیں تمھیں
کاٹ اپنی کاٹھ کی تلوار کا

واہ بے! لڑکے ، پڑھی اچھّی غزل
شوق ، ابھی سے ہے تجھے ، اشعار کا

☆☆☆☆☆☆☆☆

لو سنو کل کا سبق ، آجاؤ تم
''پوزی'' ''افسار'' اور ''دمچی'' ''پاردُم''

''چھلنی'' کو ''غِربال'' ''پرویزن'' کہو
''چھید'' کو تم ''رخنہ'' اور ''روزن'' کہو

''چہ'' کے معنی ''کیا'' ، ''چگویم'' ''کیا کہوں''
''من شَوَم خاموش'' ، ''میں چُپ ہو رہوں''

''بازخواہم رفت'' ، ''میں پھر جاؤں گا''
''نان خواہم خورد'' ، ''روٹی کھاؤں گا''

فارسی ''کیوں'' کی ''چرا'' ہے یاد رکھ
اور ''گھنٹالا'' ''درا'' ہے یاد رکھ

''دشت'' ''صحرا'' اور ''جنگل'' ایک ہے
پھر ''سہ شنبہ'' اور ''منگل'' ایک ہے

جس کو ''ناداں'' کہیے وہ ''انجان'' ہے
فارسی ''بینگن'' کی ''بادنجان'' ہے

جس کو کہتے ہیں ''جمائی'' ''فازہ'' ہے
جو ہے ''انگڑائی'' وہی ''خمیازہ'' ہے

''بارہ'' کہتے ہیں ''کڑے'' کو ، ہم سے پوچھ
''پاڑ'' ہے ''تالار'' ، اک عالم سے پوچھ

جس طرح ''گہنے'' کی ''زیور'' فارسی
اس طرح ''ہنسلی'' کی ''پرگر'' فارسی

”بھِڑ“ کی بھائی ، فارسی ”زنبور“ ہے
”دسپنا“ ”اُنبر“ ہے اور ”انبور“ ہے

فارسی ”آئینہ“ ہندی ”آرسی“
اور ہے ”کنگھے“ کی ”شانہ“ فارسی

”ہینگ“ ”انگوزہ“ ہے اور ”ارزیز“ رانگ
”ساز“ ”باجا“ اور ہے ”آواز“ ”بانگ“

”زوجہ“ ”جورو“ ، ”یزنہ“ ”بہنوئی“ کو جان
”خشم“ ”غصے“ اور ”بدخوئی“ کو جان

”لوہے“ کو کہتے ہیں ”آہن“ اور ”حدید“
جو ”نئی ہے چیز“ اسے کہیے ”جدید“

ہے ”نوا“ ”آواز“ ، ”ساماں“ اور ”اُول“
”نرخ“ ”قیمت“ اور ”بہا“ ، یہ سب ہیں ”مول“

”سیر“ ”لہسن“ ، ”تُرب“ ”مولی“ ، ”ترہ“ ”ساگ“
”کھا“ ”بخور“ ، ”برخیز“ ”اُٹھ“ ، ”بگریز“ ”بھاگ“

”روئی کی پونی“ کا ہے ”پاغُند“ نام
”دُوک“ ”تکلے“ کو کہیں گے ، لا کلام

”گیتی“ اور ”گیہاں“ ہے ”دنیا“ یاد رکھ
اور ہے ”ندّاف“ ”دُھنیا“ یاد رکھ

”کوہ“ کو ہندی میں کہتے ہیں ”پہاڑ“
فارسی ”گلخن“ ہے اور ہندی ہے ”بھاڑ“

”تکیہ“ ”بالش“ اور ”بچھونا“ ”بسترا“
اصل ”بستر“ ہے سمجھ لو تم ذرا

”بسترا“ بولیں سپاہی اور فقیر
ورنہ ”بستر“ کہتے ہیں برنا و پیر

”پیر“ ”بوڑھا“ اور ”برنا“ ہے ”جواں“
”جان“ کو البتہ کہتے ہیں ”رواں“

”اینٹ کے گارے“ کا نام ”آژند“ ہے
ہے ”نصیحت“ بھی وہی جو ”پند“ ہے

’’پنڈ‘‘ کو ’’اندرز‘‘ بھی کہتے ہیں ، ہاں!
’’ارض‘‘ ہے ’’پڑ‘‘ ’’مرز‘‘ بھی کہتے ہیں ہاں!

کیا ہے ’’ارض‘‘ اور ’’مرز‘‘ تم سمجھے؟ ’’زمیں‘‘
’’عنق‘‘ ’’گردن‘‘ اور ’’پیشانی‘‘ ’’جبیں‘‘

’’آس‘‘ ’’چکّی‘‘ ، ’’آسیا‘‘ مشہور ہے
اور ’’فوفل‘‘ ’’چھالیا‘‘ مشہور ہے

’’بانسلی‘‘ ’’نے‘‘ اور ’’جلاجل‘‘ ’’جانجھ‘‘ ہے
پھر ’’ستروَن‘‘ اور ’’عقیمہ‘‘ ’’بانجھ‘‘ ہے

’’کُحل‘‘ ’’سرمہ‘‘ اور ’’سلائی‘‘ ’’میل‘‘ ہے
جس کو ’’جھولی‘‘ کہیے ، وہ ’’زنبیل‘‘ ہے

پایا قادر نامے نے آج اختتام
اک غزل اور پڑھ لو ، والسّلام!

غزل

شعر کے پڑھنے میں کچھ حاصل نہیں
مانتا لیکن ہمارا دل ، نہیں

علم ہی سے قدر ہے انسان کی
ہے وہی انسان جو جاہل نہیں

کیا کہیں کھائی ہے حافظ جی کی مار؟
آج ہنستے آپ جو کِھل کِھل نہیں

کس طرح پڑھتے ہو رک رک کر سبق؟
ایسے پڑھنے کا تو میں قائل نہیں

جس نے قادر نامہ سارا پڑھ لیا
اس کو آمد نامہ کچھ مشکل نہیں

☆☆☆☆